السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

تولد کے وقت جو اذان کہی جاتی ہے اس پر اجرت کیسی ہے۔؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاته!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

نکاح یا اذان تولد پر اجرت یہ سلسلہ کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتا کیونکہ نکاح کے ایجاب وقبول ہیں جو ہر شخص کرا سکتا ہے۔ خطبہ اور تین آیتیں کسی کو یاد نہ ہوں تو دیکھ کر پڑھ لی جائیں۔ اگر دیکھ کر بھی پڑھنے والا نہ ملے تو ایجاب وقبول ہی کافی ہے۔ اس طرح اذان کے کلمات عموماً یاد ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے اس قسم کی اجرت کے سلسلے اہل اسلام کو جاری نہ کرنے چاہئیں جو خواہ مخواہ زائد خرچ کا موجب ہوں۔ شریعت ایسی فضول رسموں کی روک تھام کے لیے ہے۔ اجراء کے لیے نہیں۔ اس لیے خیر قرون میں ان باتوں کا نام ونشان نہیں پایا جاتا حالانکہ نکاح۔ جنازہ تولد کا سلسلہ قدیم سے ہے۔

صرف اذان یا اقامت پر یا تراویح پر لینا جیسے آج کل عام رواج ہو گیا ہے یہ بالکل درست نہیں کیونکہ یہ اشیاء انسان کو اپنے کاروبار سے مانع نہیں۔ خاص کر جب ہر شخص کو حکم ہے کہ نماز باجماعت پڑھے تو اکثر وقت معین پر وہ مسجد میں ضرور ضرور حاضر ہوگا۔ اور اذان میں یا اقامت یا تراویح وغیرہ میں بھی ایک وقت کی حاضری ہے۔ پس ان پر اجرت کسی صورت درست نہیں خاص کر جب حدیث میں ممانعت بھی وارد ہو۔

منتقی باب النهی عن اخذ الاخرة علی الاذان میں ہے۔

«عن عثمان بن ابی العاص قال اخر ما عہد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اتخذ موذنا لایاخذ علی اذانہ اجرا۔ رواہ الخمسة»

یعنی عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری وصیت مجھے یہ کی ہے کہ میں ایسے شخص کو موذن مقرر نہ کروں جو اذان پر اجرت لے۔

نیل الاوطار میں امام شوکانی اس پر لکھتے ہیں:

«الحدیث صححہ الحاکم وقال ابن المنذر ثبت ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لعثمان بن ابی العاص واتخذ موذنا لایاخذ علی اذانہ اجرا واخرج ابن حباب عن یحیی البکالی قال سمعت رجلا قال لابن عمر انی احبک فی اللہ فقال لہ ابن عمر انی لابغضک فی اللہ فقال سبحان اللہ احبک فی اللہ و تبغضنی فی اللہ قال نعم انک تسأل علی اذانک اجرا وروي عن ابن مسعود انہ قال اربع لایوخذ علیھن اجرا الاذان وقرأۃ القرآن المقاسم والقضاء ذکرہ ابن سید الناس فی شرح الترمذي وروي ابن ابی شیبۃ عن الضحاک انہ کرہ ان یاخذ المؤذن علی اذانہ جعلا ویقول ان اعطی بغیر مسئلۃ فلا باس وروي ایضا عن معاویۃ بن قرۃ انہ کان یقال لایوذن لک الا محتسب (الی ان قال) وقال ابن العربی الصحیح جواز اخذ الاجرۃ علی الاذان والصلوۃ والقضاء وجمیع الاعمال الدینیۃ فان الخلیفۃ یاخذ علی ہذا کلہ وفی کل واحد منہا یاخذ النائب اجرۃ کما یاخذ المستیب والاصل فی ذالک قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ماترکت بعد نفقۃ نسائی ومؤنۃ عاملی فہو صدقۃ انتہی فقاس الموذن علی العامل وہو قیاس فی مصادمۃ النص وفتیا ابن عمر التی مرت لم یخالفہا احد من الصحابۃ کما صرح بذالک الیعمري وقد عقد ابن حبان ترجمۃ علی الرخصۃ فی ذالک واخرج عن ابی محذورۃ انہ قال فالقی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاذان فاذنت ثم اعطانی حین قضیت صرۃ فیہا من فضۃ واخرجہ ایضا النسائی - قال الیعمري ولا دلیل فیہ لوجہین الاول - ان قصۃ ابی محذورۃ اول ما اسلم لانہ اعطاہ حین علمہ الاذان وذالک قبل عثمان بن ابی العاص فحدیث عثمان متاخر - الثانی انہا واقعۃ یتطرق الیہا الاحتمال واقرب الاحتمالات ان یکون من باب التالیف لحدیثہ عہدہ بالاسلام کما اعطی سلبہا الاستدلال لما یبقی فیہا من الاجمال انتہی وانت خبیر بان ہذا الحدیث لایرد علی من قال ان الاجرۃ انما تحرم اذا کانت مشروطہ لا اذا اعطیہا لغیر مسئلۃ والجمع بین الحدیثین لمثل ہذا احسن» (نیل الاوطار جلد اول ص: 357)

یعنی اذان پر اجرت منع کی حدیث کو حاکم نے صحیح کہا ہے۔ اور ابن المنذر نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔ ایسا موذن مقرر کر جو اذان پر اجرت نہ لے۔ اور ابن حبان نے یحیی بکالی سے روایت کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے ایک شخص کو ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہتے سنا کہ میں آپ کو خدا کے لیے دوست رکھتا ہوں۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خدا کے لیے تجھے برا جانتا ہوں۔ اس شخص نے کہا سبحان اللہ! میں آپ کو خدا کے لیے دوست رکھتا ہوں اور آپ خدا کے لیے برا جانتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں تو اذان پر اجرت مانگتا ہے۔ اور ابن مسعود سے روایت ہے فرمایا چار اشیاء میں اجرت درست نہیں۔ اذان۔ قراۃ القرآن۔ مال غنیمت وغیرہ کی تقسیم۔ قضاء۔

ابن سید الناس نے شرح ترمذی میں اس کو ذکر کیا ہے اور ابن ابی شیبہ نے ضحاک سے روایت کیا ہے کہ اذان پر مزدوری لینی بری ہے۔ اور کہتے تھے کہ بغیر سوال کیے کچھ مل جائے تو ڈر نہیں۔ اور معاویہ بن قرہ سے روایت کیا ہے کہ ثواب کی نیت سے اذان دینے والا مؤذن مقرر کر دوسرا نہ کر۔ ابن العربی نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ اذان، نماز قضاء اور دیگر تمام اعمال دینیہ پر اجرت جائز ہے کیونکہ خلیفہ ان تمام پر اجرت لیتا ہے۔ اور ان سے ہر ایک پر نائب بھی اجرت لیتا ہے۔ جیسے نائب بنانے والا (خلیفہ) لیتا ہے۔ اور اصل دلیل اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے کہ میں نے اپنی بیویوں کے نفقہ اور اپنے عاملوں کے خرچ کے بعد جو کچھ چھوڑا ہے وہ صدقہ ہے۔ ابن العربی نے مؤذن کو عامل پر قیاس کیا ہے۔ حالانکہ یہ قیاس نص کے مقابلہ میں ہے۔ اور ابن عمر کے فتوی کے بھی خلاف ہے۔ جو اوپر گزر چکا ہے۔ اس فتوے میں ابن عمر رضی اللہ عنہ کا صحابہ میں کوئی مخالف نہیں۔ چنانچہ تعمیری نے اس کی تصریح کی ہے (نیز یہ قیاس مع الفاروق ہے کیونکہ عامل تو اپنے عمل کے ساتھ کوئی دوسرا کام نہیں کر سکتا۔ برخلاف مؤذن کے۔ نیز مؤذن اگر اذان کے لیے نہ آئے تو نماز باجماعت کے لیے اس کو آنا پڑے گا تو دس منٹ پہلے آکر بھی اذان دے سکتا ہے۔ پس یہ اجرت لینے کے لیے کچھ معنی نہیں) اور ابن حبان نے اذان پر اجرت لینے کے جواز میں باب باندھا ہے اور دلیل اس پر ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کی حدیث لائے ہیں۔ ابو محذورہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اذان سکھائی۔ پس میں نے اذان کہی۔ جب میں نے اذان پوری کی تو آپ نے مجھے ایک تھیلی دی جس میں کچھ چاندی تھی۔ اور اس حدیث کو نسائی نے بھی روایت کیا ہے۔ تعمیری کہتے ہیں ابن حبان کا اس حدیث سے استدلال کرنا ٹھیک نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کو تھیلی دینا عثمان بن ابی العاص کے مسلمان ہونے سے پہلے ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کر

دیا۔ نیز یہ ایک خاص واقعہ ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا ہے کہ یہ تحصیلی اذان کی اجرت دی بلکہ قریب احتمال یہ ہے کہ جیسے اور نو مسلموں کو تالیف قلوب کے لیے دیا۔ اسی طرح ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو بھی دیا کیونکہ یہ اس وقت نئے مسلمان ہوئے تھے۔ ایسے خاص واقعات سے استدلال صحیح نہیں ہوتا۔ یعمری نے اتنا کہا ہے لیکن میں (شوکانی کہتا ہوں) عثمان ابن ابی العاص کی حدیث اس شخص کی تردید نہیں کرتی جو کہتا ہے کہ اذان پر اجرت مقرر کر کے لینی حرام ہے۔ اگر سوال کے بغیر کوئی دے دے تو جائز ہے۔ اسی صورت میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کو تحصیلی اذان پر دی ہو تو بھی عثمان ابن ابی العاص رضی اللہ عنہ کی حدیث سے کوئی مخالفت لازم نہیں آتی۔ کیونکہ ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے سوال نہیں کیا۔ اور یہ موافقت کی اچھی صورت ہے۔

جب اذان کی بابت اتنی تنگی ہے تو امامت تو ایک بڑا عمل ہے اس پر تنخواہ لینی یا کسی شے کا سوال کس طرح دوست ہوگا۔ اسی طرح تراویح میں قرآن سنانے پر لینا یا کچھ سوال کرنا یہ بھی جائز نہیں ہوسکتا۔ آج کل حافظان قرآن اس بیماری میں بتلاء ہیں۔ ماہ رمضان جو خیر و برکت کا مہینہ ہے جس میں خدا کی رحمت کا نزول ہوتا ہے۔ جو انسان کو گناہ سے اس طرح پاک کر دیتا ہے کہ جیسے آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے۔ اس کو تھوڑے سے پیسوں کی طمع میں ضائع کر دیتے ہیں۔ اس کے ثواب سے محروم رہتے ہیں بلکہ وعید کے مستحق ہوتے ہیں کیونکہ انہوں نے اس کو اپنی آمد کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔ اس کی خاطر دور دراز سفر کرتے ہیں اور ایسی مسجدیں تلاش کرتے ہیں جن میں زیادہ امداد کی امید ہو بلکہ بعض اسی طمع میں دو دو تین مسجدوں میں تراویح پڑھاتے ہیں۔ ایک مسجد میں جلدی جلدی پڑھا کر دوسری مسجد میں پہنچتے ہیں تاکہ دونوں مسجدوں والے امداد کریں اور پیسے اچھے بن جائیں۔ انا للہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

«من تعلم علماً مما يبتغى به وجه الله لا يتعلمه الا ليصيب به عرضاً من الدنيا لم يجد عرف الجنة يعني ريحها۔ رواه احمد وابوداؤد وابن ماجه» (مشکوۃ کتاب العلم فصل 2 ص 26)

جو شخص علم دین صرف اس لیے حاصل کرتا ہے کہ اس کے ذریعے کسی دنیوی فائدے کو پہنچے تو اس کا جنت میں داخل ہونا تو کجا وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔

دیکھئے کیسی سخت وعید ہے لیکن یہ لوگ پھر بھی پرواہ نہیں کرتے۔ نہ دینے والوں کو خیال آتا ہے کہ حافظوں کو دینا اور ان کا قرآن سننا اس سے فائدہ کیا؟ وقت بھی ضائع اور پیسے بھی برباد۔ انا للہ

قیام اللیل میں ہے۔ عبداللہ بن معقل تاری نے رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھائی۔ جب عید الفطر کا دن ہوا تو عبیداللہ بن زیاد نے ان کو پانچ سو 500 درہم بھیجے۔ انہوں نے واپس کر دیے اور فرمایا کہ ہم کتاب اللہ پر اجرت نہیں لیتے اور مصعب نے عبداللہ بن معقل بن مقرن کو رمضان میں جامع مسجد کا حکم دیا۔ جب چاند چڑھا تو پانچ درہم ان کی خدمت میں ارسال کیے۔ انہوں نے واپس کر دیے اور کہا کہ میں قرآن پر اجرت نہیں لیتا اور مالک بن دینا کہتے ہیں کہ میں ایک شخص کے پاس سے گزرا جس کو میں پہچانتا تھا اور اس کے ساتھ سپاہی تھے اور اس کو ہتھکڑی لگی تھی۔ لوگوں سے سوال کرتا تھا۔ میں نے کہا تجھے کیا ہوا؟ کہا فلاں عامل نے مجھے تراویح پر مقرر کیا جب ماہ رمضان ختم ہوا اس نے میرے ساتھ سلوک کیا۔ جب وہ عامل معزول ہوگیا تو جو کچھ اس نے دیا تھا۔ اس کا ذکر اس کے حساب کے رجسٹر میں پایا گیا۔ اس کی وجہ سے گرفتار ہوں۔ اور اس کو پورا کرنے کے لیے سوال کر رہا ہوں۔ مالک بن دینا کہتے ہیں کہ تو گوشت میں چوری ہوئی روٹی (یعنی اعلی کھانے) کھاتا رہا ہوگا۔ کہا ہاں! میں اس عامل کے ساتھ گوشت میں چوری ہوئی روٹی کھاتا رہا ہوں۔ کہا اس سے اس مصیبت میں گرفتار ہوا ہے۔''

اور حسن بصری سے سوال کیا گیا کہ اجرت پر نماز پڑھانے کا کیا حکم ہے؟ فرمایا نہ امام کی نماز ہوتی ہے نہ مقتدیوں کی۔ اور ابن مبارک فرماتے ہیں۔ اجرت پر نماز پڑھانے کو میں برا سمجھتا ہوں۔ اور اس بات کا ڈر ہے کہ ان (امام مقتدی سب) پر نماز کا لوٹانا واجب ہو۔ اور امام احمد سے سوال کیا گیا کہ ایک امام لوگوں کو کہے کہ میں اتنے درہموں پر تمہیں رمضان میں نماز پڑھاؤں گا تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا ایسے امام سے خدا پناہ میں رکھے۔ اس کے پیچھے کون نماز پڑھے گا'' (قیام اللیل باب الاجر علی الامامۃ فی رمضان ص 103)

چونکہ اس بیماری میں زیادہ تر ہمارے حنفی بھائی بتلا ہیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اس محل میں علماء دیوبند کا فتوی درج کریں شاید کسی کو خدا ہدایت کر دے تو ہمارا بھی بھلا ہو جائے۔

29 شعبان المعظم 1351ھ میں دیوبند سے رمضان المبارک کے متعلق مفید و معتبر مسائل کے عنوان سے ایک اشتہار شائع ہوا تھا جس میں حنفی مذہب کے بہت سے مسائل تھے ان میں سے ایک یہ مسئلہ بھی تھا کہ روپیہ کی طمع میں یا اجرت مقرر کر کے سنانے والے حفاظ کا کیا حکم ہے۔؟

لکھا ہے:

جو حافظ روپیہ کی طمع میں قرآن مجید سناتا ہے اس سے وہ امام بہتر ہے جو الم ترکیف سے پڑھائے۔ اگر اجرت مقرر کر کے قرآن سنایا جائے تو نہ امام کو ثواب ہوگا نہ مقتدیوں کو۔ اس قدر جلد پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں سخت گناہ ہے۔'' انتہی

تنبیہ۔ شرط کر کے یا مقرر کر کے لینا دو طرح سے ہوتا ہے ایک یہ ہے کہ صراحۃً شرط کرے۔ دوم یہ کہ صراحۃً کچھ نہ کہے مگر نہ دینے کی صورت میں ناراض ہو جائے یا شکایت کرے گویا یہ ناراضگی یا شکایت ایسی ہے جیسے پہلے کہہ دیا کہ میری کچھ خدمت کرنی ہوگی۔ یا میں اتنا لوں گا۔ چنانچہ اکثر واعظوں اور ماہ رمضان میں حافظان قرآن کی یہی حالت ہے۔

«اللھم اجعل اعمالنا کلھا صالحۃ واجعلھا لوجھک خالصۃ ولا تجعل لاحد فیھا شیئاً»

وباللہ التوفیق

قرآن وحدیث کی روشنی میں احکام ومسائل

جلد 01